بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الحرمین — حافظ عبدالحمید عامر

وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاءً......!

دین و ایمان کے ساتھ ساتھ وطنِ عزیز کو بھی بچائیے!

یہ بات اب خاصی پرانی ہو چکی اور ہر کہ ومہ کی زبان پر ہے کہ ہماری حکومتیں باہر کے اشارہ سے بگڑتی اور بنتی ہیں، چنانچہ نواز شریف کی حکومت کو بلا جواز ختم کر کے دوسری قیادت کو سامنے لانا اس کا تازہ زندہ ثبوت ہے ــــ کسے معلوم نہیں کہ نواز شریف کی حکومت ملک میں رائج نظام جمہوریت کے تحت ایک جائز، عوام کی منتخب اور باضابطہ جمہوری حکومت تھی، لیکن چونکہ انھوں نے خود انحصاری کی بنیادوں پر کام شروع کر کے اغیار کے در پر پھیلا ہوا کشکول گدائی توڑ دینا چاہا تھا، اور یہ بات امریکہ بہادر کے مفاد میں نہ تھی، لہٰذا ان کی حکومت کو ختم کرنے کے لیے اس جمہوریت کے گلے پر چھری پھیرنے سے بھی دریغ نہ کیا گیا، جسے خود امریکہ ہی کے پروپیگنڈہ کے زور پر اس ملک کے دانشوروں، سیاست دانوں اور مذہبی لیڈروں تک کی نظر میں دین و ایمان سے بھی بڑھ کر مقدس باور کرایا جا چکا ہے ــــ اس تمام تر کارروائی کے نتیجہ میں اگر موجودہ حکومت برسرِ اقتدار آئی تو مقصود بالکل واضح ہے کہ اس کا اصل مشن پاکستان میں امریکی مفادات کا تحفظ ہے، چنانچہ آج صورتِ حال یہ ہے کہ امریکہ ہمارے حساس ترین داخلی مسائل میں بھی دخل اندازی کو نہ صرف اپنا جائز، بلکہ قانونی حق تصور کرتا ہے اور موجودہ حکومت اس کے ہر جائز و ناجائز حکم کی تعمیل پر مجبور ہے!

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۱۴ مئی ۱۹۹۴ء کو گوجرانوالہ کی ایک عدالت میں ایک شخص سلامت مسیح کے خلاف گستاخیٔ رسالت کے الزام میں مقدمہ درج ہو کر ملزم کو گرفتار کر لیا گیا ــــ لیکن پاکستان میں مقیم ایک اعلیٰ امریکی افسر نے پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کو اس گرفتاری کی اطلاع دیتے ہوئے

ملزم کی رہائی کا مطالبہ کیا ـــــ اس پر پرائم منسٹر سیکرٹریٹ سے حکومت پنجاب کے ایک اعلیٰ سرکاری افسر کو سلامت مسیح کی رہائی کے متعلق حکم دیا گیا اور معقول ضمانتیں میسر نہ ہونے کی بنا پر تینز حکامِ بالا کی ناراضگی کے خوف سے اس افسر نے پچاس ہزار کی ضمانت دے کر ملزم کو رہا کرا لیا۔

بعدازاں حکومت نے ملزم کو کامل تحفظ فراہم کرنے، اپنے ایک عیسائی ووٹر سے رسم وفا نبھانے[1]، نیز اپنے غیر ملکی آقاؤں سے دست بستہ وفاداری کے اظہار کی خاطر کابینہ کی ایک میٹنگ بلا کر تحفظِ ناموسِ رسالت کے قانون میں تبدیلی کے ذریعہ سرے سے اس قانون ہی کو بے جان کر دینے کا متفقہ فیصلہ کیا ـــــ اس کے نتیجہ میں جب ملک بھر میں احتجاجی جلسوں جلوسوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا تو بظاہر یہ فیصلہ واپس لے لیا گیا، تاہم اصل معاملہ جوں کا توں رہا ـــــ چنانچہ باوجودیکہ سلامت مسیح اور اس کے ساتھی رحمت مسیح کو جرم ثابت ہونے کے بعد عدالت کی طرف سے پھانسی کی سزا سنادی گئی تھی، حکومت نے ایک دوسری عدالت سے اپنے "جیالے" ججوں کے ذریعہ فیصلہ لے کر مجرموں کو رہا کرا دیا ہے، جس کے ردِ عمل میں خیبر سے لے کر کراچی تک عوام کی طرف سے ایک شدید احتجاجی لہر اٹھ کھڑی ہوئی ہے، اگرچہ حکومتی کارندے توہینِ رسالت کے ان مجرموں کی رہائی کو عدل وانصاف کی فتح قرار دیتے ہوئے مذکورہ عدالت کو خراجِ تحسین پیش کر رہے ہیں ـــــ آہ ع

متاعِ دین و دنیا لٹ گئی اللہ والوں کی!

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً ـ الآية!" (النساء: ۸۹)

"(کفار) یہی چاہتے ہیں کہ ان کی طرح تم بھی کافر ہو کر سبھی برابر ہو جاؤ!"

ظاہر ہے کہ قرآنِ مجید کی نظر میں یہ فعل انتہائی مذموم، اور کسی مسلمان کے لیے کفار کی اس خواہش کا احترام بڑے گھاٹے کا سودا ہے، لیکن یہاں تو معاملہ انتہائی دگرگوں بلکہ اس سے بھی بہت آگے ہے ـــــ مذکورہ تفصیل سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ موجودہ حکومت کو اسلام سے عیسائیت زیادہ عزیز ہے اور اس کے نزدیک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے مقابلہ میں کفار کی خوشنودی اور عزت و

---

[1] واضح رہے کہ مرکز میں حکومت بننے سے پہلے ایک نومنتخب رکن قومی اسمبلی نے کہا تھا کہ وہ اس جماعت کو ووٹ دے گا جو توہینِ رسالت کے قانون کو ختم کرانے کا وعدہ کرے گی ـــــ بعد میں اس نے اپنا ووٹ پیپلز پارٹی کو دیا!

احترام کہیں بڑھ کر اہم ! ـــــ ذرا سوچیے، ایک طرف ایک کافر کا کردار یہ ہے کہ وہ بیرونِ ملک بھی، غلاظت کا ٹوکرا اٹھانے والے اپنے ایک ہم مذہب کا اس قدر خیال رکھتا ہے کہ جب تک اس کی سلامتی کا مکمل بندوبست نہیں کر لیتا، اسے چین نہیں آتا ـــــ لیکن دوسری طرف ایک مسلمان ملک کی مسلمان سربراہ کا کردار یہ ہے کہ اسے اپنے اس نبی اور رسولؐ کی عزت و ناموس کا بھی پاس و لحاظ نہیں جس کا وہ کلمہ پڑھتی ہے ـــــ چنانچہ وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو مکمل تحفظ فراہم کرتی ہے اور ملک کی ایک عدالت کی طرف سے انہیں سزائے موت سنائے جانے کے باوجود باعزت طور پر بری کروا کے بیرونِ ملک پہنچا دیتی ہے، بلکہ سرے سے اس قانون ہی کے درپے آزار ہے جس کے تحت کسی بھی گستاخِ رسول کا مؤاخذہ کیا جا سکتا ہے ـــــ یہ واضح طور پر توہینِ رسالت بھی ہے، توہینِ عدالت بھی اور اس ملک کی بنیاد پر براہِ راست حملہ بھی! ـــــ ہم نے "حرمین" کے انہی کالموں میں بجا طور پر یہ کہا تھا کہ ایک عورت کو ملک کا سربراہ مقرر کر کے اس قوم نے اجتماعی جرم کا ارتکاب کیا ہے، اور اس جرم کے مرتکب سیاستدانوں اور دانشوروں کے علاوہ وہ مذہبی لیڈر بھی ہیں جنہوں نے ایک طرف جمہوریت کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنانے کی کوشش کی تو دوسری طرف اس نظام کے کل پرزے بن کر اور اپنی صفوں میں انتشار پیدا کر کے موجودہ اسلام دشمن حکومت کو برسرِ اقتدار آنے کا موقع فراہم کیا ہے ـــــ چنانچہ آج حالت یہ ہے کہ اس ملک کا سب کچھ داؤ پر لگ جانے کے علاوہ یہاں اللہ کے نبیؐ کی توہین کی بھی کھلی چھٹی دی جا رہی ہے ـــــ یہ لوگ سوچیں کہ اس کے نتیجہ میں انہوں نے اس دنیا میں کیا کھویا، کیا پایا ہے[1] اور کل روزِ آخرت کو وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کو کیا منہ دکھائیں گے؟ ہم اس ملک کے دانشوروں، سیاستدانوں اور مذہبی لیڈروں سے یہ اپیل کریں گے کہ اب بھی وقت ہے، سنبھل جاؤ ـــــ جب بنیادوں ہی پر کلہاڑے چل جائیں تو عمارتیں گر جایا کرتی ہیں، اور جب کسی ملک کے حساس ترین بنیادی مسائل اغیار کے قبضۂ اقتدار میں چلے جائیں تو عزتیں ذلتوں میں، سلامتیاں ہلاکتوں میں اور آزادیاں بدترین غلامیوں میں تبدیل ہو جایا کرتی ہیں ـــــ خدارا اٹھو، اور اپنے اجتماعی جرم کا اجتماعی کفارہ ادا کرتے ہوئے اپنے دین و ایمان کے ساتھ ساتھ وطنِ عزیز کو بھی بچا لو، ورنہ وقت کا نقیب تو چیخ چیخ کر اعلان کر رہا ہے کہ ؏

وطن کی فکر کر ناداں قیامت آنے والی ہے

العیاذ باللہ وما علینا الا البلاغ !

---

[1] اس کے لیے ملک کے روزانہ اخبارات پر ایک نظر ڈال لینا کافی ہو گا !